روایات ومسائل بہشتی زیور کے تناظر میں سودی لین دین کا بیان

A description of commercial transactions in the context of traditions and issues of Behishti Zaiwar

Ms. Aliya Mustafa
Principal/Professor, Government Girls Degree College Ekka Ghund, District Mohmand
Email: aliyamustafa2002@gmail.com
Dr. Samina Beigum
Associate Professor, SBB University, Peshawar
Dr. Mussarat Jamal
Professor, Department of Arabic, University of Peshawar

Abstract
The definition of Riba (interest) in Shariah terms is: "To make a conditional increase or profit on a loan, or to receive an excess to either party in the exchange of a thing by measure (sold by measure) or by weight (sold by weight) that is free of consideration and Be conditional in the contract."
Undoubtedly, usury is absolutely forbidden in Islam, because it is a curse that not only leads to moral evils such as economic exploitation, free eating, greed, selfishness, selfishness, but also It is also a source of financial and economic disasters, which is why usury is prohibited in the Qur'an: ("O you who believe, do not take usury (i.e. do not take from the original) many parts (by taking) more than (by doing) and fear Allah, may you be successful.")Surat Al-Imran, Number 130, Translation: Bayan Al-Qur’an)
Also, the holy Shari'ah has not only declared it absolutely forbidden, but has declared it as a war with Allah and His Messenger and has also mentioned various promises, such as in the Holy Qur'an:
"And those who take usury will not stand up (from the graves on the Day of Judgment), but as a person stands up whom Satan has made angry and has embraced (i.e. surprised and bewildered), this punishment will be because those people said Beyah is also like usury, but Allah has permitted Beyah and prohibited usury) has been done, it remains his and the (inner) matter remains his reference to God, and whoever returns again, these people will go to hell and they will remain therein forever.(Surat al-Baqarah, number of verses: 275, translation: Bayan al-Qur'an)
Although usury appears to increase wealth, it actually causes loss of wealth, unhappiness, and sudden calamities, as stated in the Qur'an: "Allah abolishes usury and increases charity, and Allah does not like a disbeliever (and) a sinner."(Surah Al-Baqarah, Number 276, Translation: Bayan Al-Qur’an)
It should be noted that in today's society, various types of financing of usury are common under different names. A person who is not familiar with the Shari'a rules will suffer from them at one level or another. It is in the Hadith Sharif: It was narrated from Abu Huraira (RA) that the Messenger of Allah (PBUH) said: A time will surely come upon the people, when there will be no one left who does not eat usury, and whoever does not eat usury will also be charged with usury. ("Sunan Ibn

Majah, Kitab al-Tajarah, Chapter al-Taghleez fi al-Raba, Hadith Number: 2278, Volume: 2, p.)

This article explains the probation of usury in the light of Bahisht e Zaiwar from different angles.

سودی لین دین کا بڑا بھاری گناہ ہے۔ قرآن مجید[1] اور حدیث شریف میں اس کی بڑی برائی اور اس سے بچنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ حضرت[2] رسول اللہ ﷺ نے سود دینے والے اور لینے والے اور بیچ میں پڑ کے سود دلانے والے، سودی دستاویز لکھنے والے گواہ شاہد وغیرہ سب پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ سود دینے والا اور لینے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں اس لئے اس سے بہت بچنا چاہئے اس کے مسائل بہت نازک ہیں۔ ذرا سی بات میں سود کا گناہ ہو جاتا ہے اور انجان لوگوں کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ کیا گناہ ہوا۔ ہم ضروری مسائل یہاں بیان کرتے ہیں لین دین کے وقت ہمیشہ ان کا خیال رکھا کرو۔

مسئلہ- فائدہ۔۔۔ ہندوپاکستان کے رواج سے سب چیزیں چار قسم کی ہیں ایک تو خود سونا چاندی یا ان کی بنی ہوئی چیز۔ دوسرے اس کے سوا اور وہ چیز جو تول کر بکتی ہیں جیسے اناج، غلہ، لوہا، تانبہ، روئی، ترکاری وغیرہ۔ تیسری وہ چیزیں جو گز سے ناپ کر بکتی ہیں جیسے کپڑا۔ چوتھے وہ جو گنتی کے حساب سے بکتی ہیں جیسے انڈے، آم امرود، نارنگی، بکری، گائے گھوڑا وغیرہ۔ ان سب چیزوں کے حکم الگ الگ سمجھ لو۔

نوٹ- بوقت تالیف بہشتی زیور، روپیہ اور ریزگاری چاندی کے رائج تھے لہٰذا روپیہ وغیرہ سے چاندی وغیرہ خریدنے کے مسائل لکھے گئے تھے۔ اب چونکہ روپیہ اور ریزگاری دوسری دھات کے ہیں اس لئے موجودہ روپیہ سے اس کے وزن سے کم و بیش بھی خریدی جاسکتی ہے۔ ہاں ہاتھ در ہاتھ ہونا اب بھی شرط ہے اور ان مسائل کو اب بھی باقی اس لئے رکھا گیا ہے کہ اگر پھر کبھی روپیہ وغیرہ چاندی کا رائج ہو جاوے تو مسائل معلوم رہیں۔ شبیر علی۔

سونے چاندی اور ان کی چیزوں کا بیان

مسئلہ-1 چاندی[3] سونے کے خریدنے کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ چاندی کو چاندی سے اور سونے کو سونے سے خریدا۔ جیسے ایک روپیہ کی چاندی خریدنا منظور ہے یا آٹھ آنے کی چاندی خریدی اور دام میں اٹھنی دی یا اشرفی سے سونا خریدا۔ غرض کہ دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہے تو ایسے وقت دو باتیں واجب ہیں ایک تو یہ کہ دونوں طرف کی چاندی یا دونوں طرف کا سونا برابر ہو۔ دوسرے یہ کہ جدا ہونے سے پہلے ہی پہلے دونوں طرف سے لین دین ہو جائے کچھ اور باقی نہ رہے اگر ان دونوں باتوں میں سے کسی بات کے خلاف کیا تو سود ہو گیا مثلاً ایک روپے کی چاندی تم نے لی تو وزن میں ایک روپے کے برابر لینا چاہئے اگر روپے بھر سے کم لی یا

اس سے زیادہ لی تو یہ سود ہو گیا۔ اس طرح اگر تم نے روپیہ تو دے دیا لیکن اس نے چاندی ابھی نہیں دی تھوڑی دیر میں تم سے الگ ہو کر دینے کا وعدہ کیا یا اس طرح تم نے ابھی روپیہ نہیں دیا چاندی ادھار لی تو یہ بھی سود ہے۔

مسئلہ-2 دوسری4صورت یہ ہے کہ دونوں طرف ایک قسم کی چیز نہیں بلکہ ایک طرف چاندی اور ایک طرف سونا ہے اس کا حکم یہ کہ وزن کا برابر ہونا ضروری نہیں ایک روپے کا چاہے جتنا سونا ملے جائز ہے اسی طرح ایک اشرفی کی چاہے جتنی چاندی ملے جائز ہے لیکن جدا ہونے سے پہلے ہی پہلے لین دین ہو جانا کچھ ادھار نہ رہنا یہاں بھی واجب ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔

مسئلہ-3 بازار5میں چاندی کا بھاو بہت تیز ہے یعنی اٹھارہ آنے کی روپیہ بھر چاندی ملتی ہے روپے کی روپے بھر کوئی نہیں دیتا یا چاندی کا زیور بہت عمدہ بنا ہوا ہے اور دس روپے بھر اس کا وزن ہے مگر بارہ سے کم میں نہیں ملتا تو سود سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ روپے سے نہ خرید و بلکہ پیسوں سے خرید و اور اگر زیادہ لینا ہو تو اشرفیوں سے خرید و یعنی اٹھارہ آنے پیسوں کی عوض میں روپیہ بھر چاندی لے لو یا کچھ ریز گاری یعنی ایک روپے سے کم اور کچھ پیسے دے کر خرید لو تو گناہ نہ ہو گا لیکن ایک روپیہ نقد اور دو آنے پیسے نہ دینا چاہیئے نہیں تو سود ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر آٹھ روپے بھر چاندی نو روپے میں لینا منظور ہے تو سات روپے اور دو روپے پیسے دے دو تو سات روپے کے عوض میں سات روپے بھر چاندی ہو گئی باقی سب چاندی ان پیسوں کی عوض میں آ گئی۔ اگر دو روپے کے پیسے نہ دو تو کم سے کم اٹھارہ آنے کے پیسے ضرور دینا چاہیئے یعنی سات روپے اور چودہ آنے کی ریز گاری اور اٹھارہ آنے کے پیسے دیئے تو چاندی کے مقابلہ میں تو اسی کے برابر چاندی آئی جو کچھ بچی وہ سب پیسوں کی عوض میں آ گئی اگر آٹھ روپے اور ایک روپے کے پیسے دو گی تو گناہ سے نہ بچ سکو گی کیونکہ آٹھ روپے کی عوض میں آٹھ روپے بھر چاندی ہونی چاہیئے پھر یہ پیسے کیسے، اس لئے سود ہو گیا۔ غرض کہ اتنی بات ہمیشہ خیال میں رکھو کہ جتنی چاندی لی ہے تم اس سے کم چاندی دو اور باقی پیسے دے دو اگر پانچ روپے بھر چاندی لی ہے تو پورے پانچ روپے نہ دو۔ دس روپے بھر چاندی لی ہو تو پورے دس روپے نہ دو کم دو۔ باقی پیسے شامل کر دو تو سود نہ ہو گا اور یہ بھی یاد رکھو کہ اس طرح ہر گز سودا نہ طے کرو کہ نو روپے کی اتنی چاندی دے دو بلکہ یوں کہو کہ سات روپے اور دو۔ روپے کے پیسوں کے عوض میں یہ چاندی دے دو۔ اور اگر اس طرح کہا تو پھر سود ہو گیا خوب سمجھ لو۔

مسئلہ-4 اور[6] اگر دونوں لینے دینے والے رضامند ہو جاویں تو ایک آسان بات یہ ہے کہ جس طرف چاندی وزن میں کم ہو اس طرف پیسے شامل ہونے چاہئیں۔

مسئلہ-5 اور[7] ایک اس سے بھی آسان بات یہ ہے کہ دونوں جتنے چاہیں روپے رکھیں اور جتنی چاہیں چاندی رکھیں مگر دونوں آدمی ایک ایک پیسہ بھی شامل کریں اور یوں کہہ دیں کہ ہم اس چاندی اور اس پیسہ کو اس روپے اور اس پیسہ کے بدلے لیتے ہیں سارے بکھیڑوں سے بچ جاوٴ گی۔

مسئلہ-6 اگر[8] چاندی سستی ہے اور ایک روپے کی ڈیڑھ روپیہ بھر ملتی ہے روپے کی روپیہ بھر لینے میں اپنا نقصان ہے تو اس کے لینے اور سود سے بچنے کی یہ صورت ہے کہ داموں میں کچھ نہ کچھ پیسے ضرور ملا دو۔ کم سے کم دو یا دو ہی آنے کے پیسے دوے دو۔ باقی روپے اور ریز گاری دے دو تو ایسا سمجھیں گے کہ چاندی کے عوض میں اس کے برابر چاندی لی باقی سب چاندی ان پیسوں کی عوض میں ہے اس طرح گناہ نہ ہو گا اور وہ بات یہاں بھی ضرور خیال رکھو کہ یوں نہ کہو کہ اس روپے کی چاندی دے دو بلکہ یوں کہو کہ نو روپے اور ایک روپے کے پیسوں کے عوض میں یہ چاندی دے دو۔ غرض کہ جتنے پیسے شامل کرنا منظور ہیں معاملہ کرتے وقت ان کو صاف کہہ بھی دو ورنہ سود سے بچاوٴ نہ ہو گا۔

مسئلہ-7 کھوٹی[9] اور خراب چاندی دے کر اچھی چاندی لینا ہے اور اچھی چاندی اس کے برابر نہیں مل سکتی تو یوں کرو کہ یہ خراب چاندی پہلے بیچ ڈالو جو دام ملیں ان کی اچھی چاندی خرید لو اور بیچنے و خریدنے میں اسی قاعدے کا خیال رکھو جو اوپر بیان ہوا یا یہاں بھی دونوں آدمی ایک ایک پیسہ شامل کر کے بیچ لو خرید لو۔

مسئلہ-8 عورتیں[10] اکثر بزاز سے سچا گوٹہ، ٹھپہ، لچکہ خریدتی ہیں اس میں بھی ان مسئلوں کا خیال رکھو کیونکہ وہ بھی چاندی ہے اور روپیہ چاندی کا اس کے عوض دیا جاتا ہے یہاں بھی آسان بات وہی ہے کہ دونوں طرف ایک ایک پیسہ ملا لیا جائے۔

مسئلہ-9 اگر[11] چاندی یا سونے کی بنی ہوئی کوئی ایسی چیز خریدی جس میں فقط چاندی ہی چاندی ہے یا فقط سونا ہے کوئی اور چیز نہیں ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سونے کی چیز چاندی یا روپوں سے خریدے یا چاندی کی چیز اشرفی سے خریدے تو وزن میں چاہے جتنی ہو جائز ہے فقط اتنا خیال رکھے کہ اسی وقت لین دین ہو جائے کسی کے ذمہ کچھ باقی نہ رہے۔ اور اگر چاندی کی چیز روپوں سے اور سونے کی چیز اشرفیوں سے خریدے تو وزن میں برابر ہونا واجب ہے اگر کسی طرف کچھ کمی بیشی ہو تو اسی ترکیب سے خرید و جو اوپر بیان ہوئی۔

مسئلہ-10 اور[12] اگر کوئی ایسی چیز ہے کہ چاندی کے علاوہ اس میں کچھ اور بھی لگا ہوا ہے مثلاً جوشن کے اندر لاکھ بھری ہوئی ہے اور نوگوں پر نگ جڑے ہیں انگوٹھیوں پر نگینے رکھے ہیں یا جوشنوں میں لاکھ تو نہیں ہے لیکن تاگوں میں گندھے ہوئے ہیں۔ ان چیزوں کو روپوں سے خریدا تو دیکھو اس چیز میں کتنی چاندی ہے وزن میں اتنے ہی روپوں کے برابر ہے جتنے کہ تم نے خریدا ہے یا اس سے کم ہے اس سے زیادہ اگر روپوں کی چاندی سے اس چیز کی چاندی یقیناً کم ہو تو یہ معاملہ جائز ہے اور اگر برابر یا زیادہ ہو تو سود ہو گیا اور اس سے بچنے کی وہی ترکیب ہے جو اوپر بیان ہوئی کہ دام کی چاندی اس زیور کی چاندی سے کم رکھو اور باقی پیسے شامل کر دو اور اسی وقت لین دین کا ہو جانا ان سب مسئلوں میں بھی شرط ہے۔

مسئلہ-11 اپنی[13] انگوٹھی سے کسی کی انگوٹھی بدل لی تو دیکھو اگر دونوں پر نگ لگا ہو تب تو بہر حال یہ بدل لینا جائز ہے چاہے دونوں کی چاندی برابر ہو یا کم زیادہ سب درست ہے البتہ ہاتھ در ہاتھ ہونا ضروری ہے اور اگر دونوں سادی یعنی بے نگ کی ہوں تو برابر ہونا شرط ہے اگر ذرا بھی کمی بیشی ہو گئی تو سود ہو جاوے گا اگر ایک پر نگ ہے اور دوسری سادی تو اگر سادی میں زیادہ چاندی ہو تو یہ بدلنا جائز ہے ورنہ حرام اور سود ہے۔ اسی طرح اگر اسی وقت دونوں طرف سے لین دین نہ ہوا ایک نے تو ابھی دے دی دوسری نے کہا بہن میں ذرا دیر میں دے دوں گی تو یہاں بھی سود ہو گیا۔

مسئلہ-12 جن[14] مسئلوں میں اسی وقت لین دین ہونا شرط ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کے جدا اور علیٰحدہ ہونے سے پہلے ہی لین دین ہو جائے اگر ایک آدمی دوسرے سے الگ ہو گیا اس کے بعد لین دین ہوا تو اس کا اعتبار نہیں یہ بھی سود میں داخل ہے مثلاً تم نے دس روپے کی چاندی یا سونا یا چاندی سونے کی کوئی چیز سنار سے خریدی تو تم کو چاہئے کہ روپے اسی وقت دے دو اور اس کو چاہئے کہ وہ چیز اسی وقت دیدے۔ اگر سنار چاندی اپنے ساتھ نہیں لایا اور یوں کہا کہ میں گھر جا کر ابھی بھیج دوں گا تو یہ جائز نہیں بلکہ اس کو چاہئے کہ یہیں منگوا دے اور اس کے منگوانے تک لینے والا بھی وہاں سے نہ ہلے نہ اس کو اپنے سے الگ ہونے دے اگر اس نے کہا تم میرے ساتھ چلو میں گھر پہنچ کر دے دوں گا تو جہاں جہاں وہ جائے برابر اس کے ساتھ رہنا چاہئے اگر وہ اندر چلا گیا یا اور کسی طرح الگ ہو گیا تو گناہ ہوا اور وہ بیع ناجائز ہو گئی اب پھر سے معاملہ کریں۔

مسئلہ-13 خریدنے[15] کے بعد تم گھر میں روپیہ لینے آئیں یا وہ کہیں پیشاب وغیرہ کے لئے چلا گیا یا اپنی دوکان کے اندر ہی کسی کام کو گیا اور ایک دوسرے سے الگ ہو گیا تو یہ ناجائز اور سودی معاملہ ہو گیا۔

مسئلہ-14 اگر[16] تمہارے پاس اس وقت پیسہ نہ ہو اور ادھار چاہو تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ جتنے دام تم کو دینا چاہئیں اتنے روپے اس سے قرض لے کر اس خریدی ہوئی چیز کے دام بیباق کر دو قرض کی ادائیگی تمہارے ذمہ رہ جاوے گی اس کو جب چاہے دے دینا۔

مسئلہ-15 ایک[17] کامدار دوپٹہ یا ٹوپی وغیرہ دس روپے کو خریدا تو دیکھو اس میں کہ روپے بھر چاندی نکلے گی جو روپے بھر چاندی اس میں ہو اتنے روپے اسی وقت پاس رہتے رہتے دے دینا واجب ہیں باقی روپے جب چاہو دو۔ یہی حکم جڑاو زیوروں وغیرہ کی خرید کا ہے مثلاً پانچ روپے کا زیور خریدا اور اس میں دو روپے بھر چاندی ہے تو دو ۲ روپے اسی وقت دے دو باقی جب چاہے دینا۔

مسئلہ-16 ایک[18] روپے یا کئی روپے کے پیسے دے کر روپیہ لیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ دونوں طرف سے لین دین ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ایک طرف سے ہو جانا کافی ہے مثلاً تم نے روپیہ تو اسی وقت دے دیا لیکن اس نے پیسے ذرا دیر بعد دیئے یا اس نے پیسے اسی وقت دے دیئے تم نے روپیہ علیحدہ ہونے کے بعد دیا یہ درست ہے البتہ اگر پیسوں کے ساتھ کچھ ریزگاری بھی لی ہو تو ان کا لین دین دونوں طرف سے اسی وقت ہو جانا چاہیئے[19] کہ یہ روپیہ دے دے اور وہ ریزگاری دے دے لیکن یاد رکھو کہ پیسوں کا یہ حکم اسی وقت[20] ہے جب دوکاندار کے پاس پیسے ہوں تو سہی لیکن کسی وجہ سے دے نہیں سکتا یا گھر پر تھے وہاں جا کر لا دیگا تب دے گا اور اگر پیسے نہیں تھے یوں کہا جب سودا بکے اور پیسے آویں تو لے لینا یا کچھ پیسے ابھی دے دیئے اور باقی کی نسبت کہا جب بکری ہو اور پیسے آویں تو لے لینا یہ درست نہیں اور چونکہ اکثر پیسوں کے موجود نہ ہونے ہی سے یہ ادھار ہوتا ہے اس لئے مناسب یہی ہے کہ بالکل پیسے ادھار کے نہ چھوڑے۔ اور اگر کبھی ایسی ضرورت پڑے تو یوں کرو کہ جتنے پیسے موجود ہیں وہ قرض لے لو اور روپیہ امانت رکھا دو جب سب پیسے دے اس وقت کو بیع کر لینا۔

مسئلہ-17 اگر[21] اشرفی دے کر روپے لئے تو دونوں طرف سے لین دین سامنے رہتے رہتے ہو جانا واجب ہے۔

مسئلہ-18 چاندی[22] سونے کی چیز روپے یا اشرفیوں سے خریدی اور شرط کر لی کہ ایک دن تک یا تین دن تک ہم کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے تو یہ جائز نہیں ایسے معاملہ میں یہ اقرار نہ کرنا چاہئے۔

بیع سلم کا بیان

مسئلہ-1 فصل[23] کٹنے سے پہلے یا کٹنے کے بعد کسی کو دس روپے دیئے وریوں کہا کہ دو مہینے یا تین مہینے کے بعد فلانے مہینے میں فلاں تاریخ میں ہم تم سے ان دس روپے کے گیہوں لیں گے اور نرخ اسی وقت طے کر لیا کہ روپے کے پندرہ سیر یا روپے کے بیس سیر کے حساب سے لیں گے تو یہ بیع درست ہے جس مہینے کا وعدہ ہوا ہے اس مہینے میں اس کو اسی بھاؤ گیہوں دینا پڑیں گے چاہے بازار میں گراں بکیں چاہے سستے بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور اس بیع کو سلم کہتے ہیں لیکن اس کے جائز ہونے کی کئی شرطیں ہیں ان کو خوب غور سے سمجھو۔ اوّل شرط یہ[24] ہے کہ گیہوں وغیرہ کی کیفیت خوب صاف صاف ایسی طرح بتلا دیوے کہ لیتے وقت دونوں میں جھگڑا نہ پڑے مثلاً کہدے کہ فلاں قسم کا گیہوں دینا۔ بہت پتلا نہ ہو نہ پالا مارا ہوا ہو۔ عمدہ ہو خراب نہ ہو۔ اس میں کوئی اور چیز چنے، مٹر وغیرہ نہ ملی ہو۔ خوب سوکھے ہوں گیلے نہ ہوں۔ غرض کہ جس قسم کی چیز لینا ہو ویسی بتلا دینا چاہئے تا کہ اس وقت بکھیڑا نہ ہو۔ اگر اس وقت صرف اتنا کہدیا کہ دس روپے کے گیہوں دینا تو یہ ناجائز ہوا۔ یا یوں کہا کہ ان دس روپے کے دھان دے دینا یا چاول دے دینا اس کی قسم کچھ نہیں بتلائی یہ سب ناجائز ہے دوسری[25] شرط یہ ہے کہ نرخ بھی اسی وقت طے کر لے کہ روپے کے پندرہ سیر یا بیس سیر کے حساب سے لیویں گے۔ اگر یوں کہا کہ اس وقت جو بازار کا بھاؤ ہو اس حساب سے ہم کو دینا یا اس سے دو سیر زیادہ دینا تو یہ جائز نہیں بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہ کرو۔ اسی وقت اپنے لین دین کا نرخ مقرر کر لو۔ اس وقت آنے پر اسی مقرر کئے ہوئے بھاؤ سے لیلو۔[26] تیسری شرط یہ ہے کہ جو روپے کے لینا ہوں اسی وقت بتلا دو کہ ہم دس روپے یا بیس روپے کے گیہوں لیں گے۔ اگر یہ نہیں بتلایا اور یوں ہی گول مول کہہ دیا کہ تھوڑے روپے کے ہم بھی لیویں گے تو یہ صحیح نہیں۔ چوتھی شرط[27] یہ ہے کہ اسی وقت اسی جگہ رہتے رہتے سب روپے دے دیوے اگر معاہدہ کرنے کے بعد الگ ہو کر پھر روپے دیئے تو وہ معاملہ باطل ہو گیا اب پھر سے کرنا چاہئے۔ اسی طرح اگر پانچ روپے تو اسی وقت دے دیئے اور پانچ روپے دوسرے وقت دیئے تو پانچ روپے میں بیع سلم باقی رہی اور پانچ روپے میں باطل ہو گئی۔ پانچویں شرط یہ ہے[28] کہ اپنے لینے کی مدت کم سے کم ایک مہینہ مقرر کرے کہ ایک مہینے کے بعد فلانی تاریخ ہم گیہوں لیویں گے مہینے سے کم مدت مقرر کرنا صحیح نہیں اور زیادہ چاہے جتنی مقرر کرے جائز ہے لیکن دن تاریخ مہینہ سب مقرر کر دے تا کہ بکھیڑا نہ پڑے کہ وہ کہے میں ابھی نہ دوں گا تم کہو نہیں آج ہی دو۔ اس لئے پہلے ہی سے سب طے کر لو۔ اگر دن تاریخ مہینہ مقرر نہ کیا بلکہ یوں کہا کہ جب فصل کٹے گی تب دے دینا تو یہ صحیح نہیں۔ چھٹی شرط یہ ہے[29] کہ یہ بھی مقرر کر دے کہ فلانی جگہ وہ گیہوں دینا یعنی اسی شہر میں یا دوسرے شہر میں جہاں لینا ہو وہاں پہنچانے کے لئے کہہ دے یا یوں

کہہ دے کہ ہمارے گھر پہنچا دینا۔ غرض کہ جو منظور ہو صاف بتلا دے۔ اگر یہ نہیں بتلایا تو صحیح نہیں۔ البتہ اگر کوئی ہلکی چیز ہو جس کے لانے اور لے جانے میں کچھ مزدوری نہیں لگی مثلاً مشک خریدا یا سچے موتی یا اور کچھ تو لینے کی جگہ بتلانا ضروری نہیں۔ جہاں یہ ملے اس کو دے دے اگر ان شرطوں کے موافق کیا تو بیع سلم درست ہے ورنہ درست نہیں۔

مسئلہ-2 گیہوں[30] وغیرہ غلہ کے علاوہ اور جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی کیفیت بیان کر کے مقرر کر دی جائے کہ لیتے وقت کچھ جھگڑا ہونے کا ڈر نہ رہے ان کی بیع سلم بھی درست ہے جیسے انڈے، اینٹیں کپڑا۔ مگر سب باتیں طے کر لے کہ اتنی بڑی اینٹ ہو۔ اتنی لمبی۔ اتنی چوڑی۔ کپڑا سوتی ہو اتنا باریک ہو اتنا موٹا ہو۔ دیسی ہو یا ولایتی ہو غرض کہ سب باتیں بتلا دینا چاہئیں کچھ گنجلک باقی نہ رہے۔

مسئلہ-3 روپے[31] کی پانچ گٹھڑی یا پانچ کھانچی کے حساب سے بھوسا بطور بیع سلم کے لیا تو یہ درست نہیں کیونکہ گٹھڑی اور کھانچی کی مقدار میں بہت فرق ہوتا ہے البتہ اگر کسی طرح سے سب کچھ مقرر اور طے کر لے یا وزن کے حساب سے بیع کرے تو درست ہے۔

مسئلہ-4 سلم[32] کے صحیح ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ جس وقت معاملہ کیا ہے اس وقت سے لے کر لینے اور وصول پانے کے زمانے تک وہ چیز بازار میں ملتی رہے نایاب نہ ہو۔ اگر اس درمیان میں وہ چیز بالکل نایاب ہو جائے کہ اس ملک میں بازاروں میں نہ ملے گو دوسری جگہ سے بہت مصیبت جھیل کر منگوا سکے تو وہ بیع سلم باطل ہو گئی۔

مسئلہ-5 معاملہ[33] کرتے وقت یہ شرط کر دی کہ فصل کے کٹنے پر فلاں مہینے میں ہم نئے گیہوں لیویں گے یا فلانے کھیت کے گیہوں لیویں گے تو یہ معاملہ جائز نہیں ہے اس لئے یہ شرط نہ کرنا چاہئے پھر وقت مقررہ پر اس کو اختیار ہے چاہے نئے دیوے یا پرانے۔ البتہ اگر نئے گیہوں کٹ چکے ہوں تو نئے کی شرط کرنا بھی درست ہے۔

مسئلہ-6 تم[34] نے دس روپے کے گیہوں لینے کا معاملہ کیا تھا وہ مدت گذر گئی بلکہ زیادہ ہو گئی مگر اس نے اب تک گیہوں نہیں دیئے نہ دینے کی امید ہے تو اب یہ کہنا جائز نہیں کہ اچھا تم گیہوں نہ دو بلکہ اس گیہوں کے بدلے اتنے چنے یا اتنے دھان یا اتنی فلاں چیز دے دو۔ گیہوں کے عوض کسی اور چیز کا لینا جائز نہیں یا تو اس کو کچھ مہلت دے دو اور بعد مہلت گیہوں لے لو۔ یا اپنا روپیہ واپس لے لو۔ اسی طرح اگر بیع سلم کو تم دونوں نے توڑ دیا کہ ہم وہ معاملہ توڑتے ہیں گیہوں نہ لیویں گے روپیہ واپس دے دو یا تم نے نہیں توڑا بلکہ وہ معاملہ خود بھی ٹوٹ گیا جیسے وہ چیز نایاب ہو گئی کہیں نہیں ملتی تو اس صورت میں تم کو صرف روپے لینے کا اختیار ہے اس روپے کے عوض اس سے کوئی اور چیز لینا درست نہیں۔ پہلے روپیہ لیلو لینے کے بعد اس سے جو چیز چاہو خرید و۔

حوالہ جات

1 ﴿یاایها الذین أمنوا لا تاکلو الربٰوا اضعافا مضاعفة﴾ هذا نهی عن الربا مع التوبیخ بما کانو علیه من تضعیفة کان الرجل منهم اذا بلغ الدین محله یقول اما ان تقضی حقی او تربی وازید فی الاجل ﴿واتقو الله﴾ فی اکله ﴿لعلکم تفلحون﴾ ﴿واتقوا النار التی اعدت للکافرین﴾ کان ابوحنیفه رحمه الله علیه یقول هی اخوف أیة فی القرآن حث او عدالله المومنین بالنار المعدة للکافرین ان لم یتقه فی اجتناب محارمه

(اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود مت کھاؤ، اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو، یہ ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ سود سے رکنے کا حکم ہے، اس لئے کہ اس میں بڑھوتری کی جاتی تھی، ایک آدمی کے قرض کی مدت کب پوری ہو جاتی تھی تو وہ کہتا تھا کہ یا تو میرا قرض ادا کردو، یا پھر تم قرض کے اوپر اضافہ کردو تاکہ میں مہلت میں اضافہ کردوں۔ اور اللہ سے ڈرو، اس کو کھانے کے معاملے میں، تاکہ تم فلاح پالو، اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے واسطے تیار کی گئی ہے، امام ابو حنیفہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ قرآن کی سب سے زیادہ خوف دلانے والی آیت ہے کہ اللہ تعالی نے مؤمنوں کو اس آگ سے ڈرایا ہے جو دراصل کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے، اگر وہ خدا کے حرام کردہ اعمال سے نہیں بچیں گے تو۔)

[النسفي،أبو البركات،عبد الله بن أحمد،تفسير النسفي،(بيروت:دار النفائس،2005ء)،ج1،ص179]

اسی طرح سورۃ بقرۃ آیت نمبر 278 میں ارشاد ربانی ہے؛

﴿ یا ایهاالذین أمنو اتقوالله وذروامابقی من الربٰوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله....الخ﴾

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے، اسے چھوڑ دو، اگر واقعی تم ایمان لائے ہو، پھر بھی اگر تم ایسا نہ کروگے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو۔۔۔۔ الخ)

2 عن جابر قال * لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم آکل الربا وموکله وکاتبه وشاهدیه وقال هم سواء

(حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے اور کھلانے والے، سود لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والوں پر لعنت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ سب گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔)

مسلم بن حجاج،صحيح مسلم،باب لعن آكل الربا ومؤكله،الطبعة الاولىٰ(الرياض:دار طيبة،2003ء) ج3،ص1219،رقم الحديث1598

3 وعلته ای علة تحریم الزیادة القدر المعهود بکیل او وزن مع الجنس فان وجدا حرم الفضل والنساء وان عدما حل

(اور زیادتی کو حرام قرار دینے کی علت قدر مع الجنس ہے۔ قدر سے مراد کیل یا وزن کے ساتھ معہود اور مقررہ مقدار ہے۔ پس اگر یہ دونوں (قدر اور جنس) پائی جائیں تو فضل یعنی زیادتی اور نساء یعنی تاخیر دونوں حرام ہیں۔ اور اگر یہ دونوں معدوم ہوں تو حلال ہے۔

الحصكفي،علاء الدين،الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار،باب الربا،ج1،ص431

فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض وان اختلفا جودة وصیاغة یعنی اذا بیع جنس الاثمان بجنسه کالذهب بالذهب او الفضة بالفضة یشترط فیه التساوی قبل الا فتراق ولا یجوز التفاضل فیه وان اختلفا فی الجودة والصیاغة قال عمر رضی الله عنه الذهب بالذهب مثل بمثل والورق بالورق مثل بمثل الی ان قال وان استنظرك الی ان یدخل بیته فلا تنظره ولا فرق فی ذلك

بين ان يكون مما يتعين بالتعيين كالمصوغ والتبر اولا يتعينان كالمضروب او يتعين احدهما دون الاخر لا طلاق مارويناa(پس اگر ان کی جنس ایک ہو تو اب برابری اور ایک ساتھ قبضہ شرط ہو گا، اگر چہ وہ عمدگی اور ڈھلائی میں مختلف ہوں، یعنی جب ثمنوں کی ایک جنس کو اسی کی جنس کے بدلے میں بیچا جائے، جیسے سونے کو سونے کے بدلے یا چاندی کو چاندی کے بدلے تو اس میں برابری کی شرط ہو گی، جدا ہونے سے پہلے۔ اور اس میں اونچ نیچ جائز نہیں۔ اور اگر عمدگی اور ڈھلائی میں مختلف ہوں تو حضرت عمر فرماتے ہیں کہ سونا سونے کے بدلے برابر سرابر، اور چاندی چاندی کے بدلے برابر سرابر بیچو، یہاں تک فرمایا کہ اگر وہ تم سے اتنی مہلت مانگے کہ اپنے گھر میں داخل ہو جائے تو تم اسے مہلت مت دو، اور اس لحاظ سے اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ متعین کرنے سے متعین ہوتے ہوں جیسے ڈھلا ہوا سکہ یا بغیر ڈھلا ہوا ڈلا۔ یا وہ متعین نہیں ہوتے ہوں جیسے ٹھپہ لگا ہوا سکہ، یا ان دونوں میں سے ایک متعین ہوتا ہو دوسرا نہ ہوتا ہو، اس روایت کے مطلق ہونے کی وجہ سے جو ہم نے نقل کی ہے۔)

الزيلعي،فخر الدين،تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق،كِتَابُ الصَّرْفِ،ج4،ص135

4 قال العلائی فی باب الصرف هو بيع الثمنَ بالثمن جنسًا بجنس او بغير جنس كذهب بفضة ويشترط عدم التاجيل والخيار والتماثل ای التساوی وزنا قيد به لانه لا اعتبار به عددا والتقابض بالبراجم لا بالتخلية قبل الافتراق ان اتحداجنسا وان اختلفا جودة وصياغة والا بان لم يتجانسا شرط التقابض لحرمة النساء(علائی نے باب الصرف میں فرمایا ہے کہ وہ ثمن کو ثمن کے بدلے میں بیچنا ہے، جنس کو جنس کے بدلے یا اس کے علاوہ کسی اور جنس کے بدلے جیسے سونے کو چاندی کے بدلے۔ اور اس میں شرط ہے ادھار اور خیار کا نہ ہونا اور تماثل یعنی وزن کے لحاظ سے برابری۔ وزن کی قید اس لئے لگائی گئی کیونکہ اس میں عدد میں اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اور جانبین سے ہاتھ در ہاتھ قبضہ،

ابن عابدين، محمد أمين بن عمر،رد المحتار على الدر المختار،باب الصرف،ج5،ص259،258،257

والاشرط التقابض ای وان لم يجانسا يشترط التقابض قبل الافتراق دون التماثل فلو باع الذهب بالفضة مجازفة صح ان تقابضا فی المجلس لان المستحق هو القبض قبل الافتراق دون التسوية لما روينا فلا يضره الجزاف ولو افترقا قبل قبضهما او قبض احدهما بطل لفوات الشرط قيد ببيع الجنس بخلاف الجنس لانه لو باع الجنس بالجنس مجازفة فان علماتساويهما قبل الافتراق صح وبعده لا

(ورنہ جانبین سے ایک ساتھ قبضہ شرط ہو گا یعنی اگر ان کی جنس ایک نہ ہو تو جانبین سے ایک ساتھ جدا ہونے سے پہلے قبضہ شرط ہو گا نہ کہ برابری۔ پس اگر کسی نے سونے کو چاندی کے بدلے اٹکل سے بیچا تو درست ہے اگر اسی مجلس میں دونوں نے ایک ساتھ قبضہ کر لیا، کیونکہ جو چیز ضروری ہے وہ جدا ہونے سے پہلے قبضہ کرنا ہے، نہ کہ برابری کرنا، اس روایت کی وجہ سے جو ہم نے نقل کی ہے، پس اٹکل سے اس کو کچھ نقصان نہیں ہے۔ اور اگر وہ دونوں ثمنین پر یا کسی ایک ثمن پر قبضہ ثابت ہونے سے پہلے ہی جدا ہو گئے تو شرط فوت ہونے کی وجہ سے بیع باطل ہو گئی۔ اور یہ جو قید لگائی گئی ہے کہ جنس کو کسی الگ جنس کے بدلے بیچا جائے تو یہ اس لئے کہ اگر جنس کو جنس کے بدلے اٹکل سے بیچا تو اگر ان دونوں کی برابری سرابری ان کے جدا ہونے سے پہلے معلوم ہو گئی تو بیع درست ہے، اور اگر جدا ہونے کے بعد معلوم ہو گئی تو بیع درست نہیں۔)

ابن نجيم،زين الدين بن إبراهيم،البحر الرائق شرح كنز الدقائق،كِتَابُ الصَّرْفِ،ج6،ص211،210

5 وصح بیع درهمین ودینار بدرهم ودینارین بصرف الجنس بخلاف جنسه(**اور دو درہم اور ایک دینار کو ایک درہم اور دو دینار کے بدلے بیچنا درست ہے، جنس کو مخالف جنس کی طرف پھیر کر۔**)

الحصکفي،علاء الدین،الدر المختار شرح تنویر الأبصار وجامع البحار،باب الصرف،ص447

ومن باع احد عشردرهما بعشرة دراهم ودینارجازالبیع ویکون العشرة بمثلها والدینار بدرهم

(**اور اگر کسی نے گیارہ درہم کو دس دراہم اور ایک دینار کے بدلے بیچا تو بیع جائز ہے، اور دس دراہم دس دراہم کے بدلے ہو جائیں گے اور دینار درہم کے مقابلے میں ہو جائے گا۔**)

المرغیناني،علی بن ابی بکر،الهدایة في شرح بدایة المبتدي،کتاب الصرف،ج3،ص83

ولواشتری دیناراو درهمین بدرهمین ودینارین فهو جائز ویکون الدینار بالدرهمین من ذلك الجانب والدیناران بدرهمین من هذا الجانب کذا فی الحاوی ویجوز بیع درهم صحیح ودرهمین غلة بدرهمین صحیحین ودرهم غلة کذا فی الهدایة ومن باع احد عشر درهما بعشرة دراهم ودینار جازو کانت عشرة بمثلها والدینار بالدرهم کذا فی السراج الوهاج

(**اگر کوئی ایک دینار اور دو درہم کو دو درہم اور دو دینار کے عوض خریدے تو یہ جائز ہے۔ دینار دو درہم اور دو دینار دو درہم کے بدلے ہو جائیں گے۔ اسی طرح حاوی میں مذکور ہے۔ اور ایک درھم صحیح اور دو درہم کوٹے کی بیع دو درہم صحیح اور ایک درہم کوٹہ کے بدلے جائز ہے جیسا کہ ہدایہ میں مذکور ہے۔ اگر کوئی گیارہ درہم دس درہم اور ایک دینار کے بدلے بیچے تو یہ جائز ہے دس درہم کے مثل کے مقابل ہو جائیں گے اور ایک درہم دینار کے بدلے ہو جائے گا اسی طرح السراج الوہاج میں مذکور ہے۔**)

لجنة العلماء،الفتاوی الهندیة،الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي بَیْعِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ،ج3،ص219

وان اشتری خاتم فضة او خاتم ذهب فیه فصٌ او لیس فیه فَص بکذاً فلسا ولیست الفلوس عنده فهو جائز تقابضا قبل التفرق اولم یتقابضا لان هذا بیع ولیس بصرف کذا فی المبسوط

(**اور اگر چاندی یا سونے کی انگوٹھی خریدی جس میں نگینہ ہو یا نگینہ نہ ہو، اتنے اتنے پیسوں کی، حالانکہ پیسے اس کے پاس موجود نہ تھے، تو یہ بیع جائز ہے چاہے جدا ہونے سے پہلے انہوں نے قبضہ کر لیا ہو یا قبضہ نہ کیا ہو، کیونکہ یہ بیع ہے، اور عقد صرف نہیں ہے، مبسوط میں اسی طرح ہے۔**)

لجنة العلماء،الفتاوی الهندیة، الْفَصْلُ الثَّالِثُ فِي بَیْعِ الْفُلُوسِ،ج3،ص224

6 ولوقال اعطنی نصف درهم فلوَسا وَنصفا الا حبةً جاز لانه قابل الدرهم بما یباع من الفلوس بنصف درهم وبنصف درهم الا حبة فیکون نصف درهم الا حبة بمثله وما وراءه بازاء الفلوس(**اور اگر کہا کہ مجھے نصف درہم فلوس اور حبہ کم نصف درہم دے دے تو جائز ہے کیونکہ اس نے درہم کا مقابلہ ان فلوس کے ساتھ کیا جو نصف درہم کے عوض بکتے ہیں اور حبہ کم نصف درہم کے ساتھ کیا۔ پس حبہ کم نصف درہم اس کے مثل کے عوض ہو گا۔ اور اس کے علاوہ فلوس کے مقابلہ میں ہو گا۔**)

المرغیناني،علی بن ابی بکر،الهدایة في شرح بدایة المبتدي،کتاب الصرف، ج3،ص86

فلوتبایعا فضة بفضة او ذهبا بذهب واحدهما اقل ومع اقلهما شيء آخر تبلغ قیمته باقی الفضة جاز البیع من غیر کراهة وان لم تبلغ فمع الکراهة و ان لم یکن له قیمة کالتراب لایجوز البیع (**اور اگر باہم دو آدمیوں نے چاندی کو چاندی کے عوض یا سونے کو سونے عوض بیچا در انحالیکہ ان دونوں عوضوں میں سے ایک عوض کم ہے اور کم کے ساتھ دوسری ایسی چیز ہے جس کی قیمت باقی**

چاندی کو پہنچ جاتی ہے تو بیع بلا کراہت جائز ہے اور اگر باقی چاندی کو نہ پہنچتی ہو تو مع الکراہت جائز ہے اور اگر اس چیز کی کوئی قیمت نہ ہو جیسے خاک تو بیع جائز نہ ہو گی۔)

المرغيناني،على بن ابى بكر،الهداية في شرح بداية المبتدي،كتاب الصرف، ج3،ص83

وصح البيع بالفلوس النافقة وان لم يعين لانها اموال معلومة صارت ثمنا بالاصطلاح فجازبها البيع ووجب فى الذمة كالدراهم والدنانير وان عينها لا تتعين لانها صارت ثمنا باصطلاح الناس وله ان يعطيه غيرها لان الثمنية لا تبطل بتعيينها لان التعيين يتحمل ان يكون لبيان قدرالواجب ووصفه كما فى الدراهم ويجوز ان يكون لتعليق الحكم بعينها فلا يبطل الاصطلاح بالمحتمل مالم يصرحا بابطاله بان يقولا اردنا به تعليق الحكم بعينها فحينئذ يتعلق العقد بعينها بخلاف ما اذا با ع فلسا بفلسين باعيانهما حيث يتعين من غير تصريح لانه لولم يتعين يفسد البيع على ما بينا من قبل فكان فيه ضرورة تحريا للجواز وهنا يجوز على التقدير فلا حاجة الى ابطال اصطلاح الكافة (اور بیع درست ہے رائج پیسوں کے ذریعے اگرچہ ان کو متعین نہ کیا ہو کیونکہ یہ ایسے معلوم اموال ہیں جو اصطلاح کے ذریعے ثمن بن چکے ہیں، لہذا ان کے ذریعے بیع جائز ہے اور اس کے ذمے لازم ہو جاتی ہے، جیسے کہ دراہم اور دنانیر میں ہوتا ہے۔ اور اگر ان کو متعین کر دے تو متعین نہیں ہوں گے کیونکہ یہ لوگوں کی اصطلاح کی وجہ سے ثمن بن چکے ہیں۔ اور اس کو اختیار ہو گا کہ ان کے علاوہ اور پیسے اس کو دے دے کیونکہ ان کی ثمنیت متعین کرنے سے ختم نہیں ہوتی، کیونکہ تعیین میں یہ بھی احتمال ہے کہ وہ مقدار واجب اور وصف واجب کی وضاحت کے لئے ہو جیسا کہ دراہم میں ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ تعیین حکم کو بعینہ ان پیسوں کے ساتھ معلق کرنے کے لئے ہو، پس لوگوں کی اصطلاح ایک احتمالی چیز کی وجہ سے ختم نہیں ہو گی جب تک کہ عاقدین یہ کہہ کر اس کے ختم کرنے کی خود صراحت نہ کر دیں کہ ہم نے اس تعیین سے حکم کو معلق کرنے کا ارادہ کیا بعینہ ان پیسوں کے ساتھ، پس اس وقت ان ہی پیسوں کے ساتھ عقد متعلق ہو جائے گا۔ بر خلاف اس صورت کے کہ اگر ایک پیسہ دو پیسوں کے بدلے بیچا تو بغیر صراحت کے ان میں تعیین ہو جائے گی کیونکہ اگر اس نے متعین نہ کئے ہوں تو بیع فاسد ہو جائے گی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، پس اس میں مجبوری ہے کہ جواز کی کوئی راہ ڈھونڈی جائے، اور وہاں اس تقدیر پر جائز ہے، اس لئے کوئی ضرورت نہیں ہے کہ تمام لوگوں کی اصطلاح کو باطل کیا جائے۔)الزيلعي، فخر الدين، تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، كتاب الصرف، ج4، ص143

7 ايضا

8 ايضا

9 ولا يجوز بيع الجيد بالردى مما فيه الربوا الا مثلاً بمثل(اور اموال ربویہ میں سے عمدہ کو ردی کے بدلے بیچنا صرف اس صورت جائز ہے کہ وہ برابر سرابر ہوں۔) المرغيناني،على بن ابى بكر،الهداية في شرح بداية المبتدي،باب الربا، ج3،ص61

10 لو اشترى سيفا محلى بالفضة او لجاما مفضضا بفضة خالصة وزنها اكثر من الحلية جاز و ان كان وزنها اقل من الحلية او مثلها او لا يدرى لا يجوز كذا فى محيط السرخسى الى قوله وان كانت الحلية ذهبا والثمن دراهم جازالبيع كيف ماشاء ولو شرط تاجيل الثمن وهو من جنس الحلية او من غير جنسها بطل البيع فى السيف كله سواء كانت الحلية تتميز بضرر او بغير ضرر (اور اگر چاندی سے آراستہ کوئی تلوار یا خالص چاندی سے آراستہ کوئی لگام خریدا جس کا وزن اس زیور سے زیادہ ہو تو

جائز ہے، اور اگر اس چیز کا وزن زیور سے کم ہو یا اس کے برابر ہو، یا وزن نامعلوم ہے تو بیع جائز نہیں ہے محیط سرخسی میں یہی لکھا ہے، ان کے اس قول تک کہ اور اگر زیور سونا ہو اور ثمن دراہم ہو تو بیع جائز ہے جس طرح بھی وہ چاہیں۔ اور اگر شرط لگائی کی ثمن ادھار ہو گا اب وہ زیور کی جنس سے ہو یا کسی اور جنس سے تو پوری پوری کی تلوار میں بیع باطل ہو گی چاہے اس سے زیور مشکل سے الگ ہو تا ہو یا آسانی دے۔)

لجنة العلماء،الفتاوى الهندية،الْفَصْلُ الثَّانِي فِي بَيْعِ السُّيُوفِ الْمُحَلَّاة وَمَا شَابَهَهَا،ج3،ص221

11 لایجوز بیع الذهب بالذهب الاَّ مثَلا بمثل وکذا الفَضة بالفضةَ ولا عبرة للجودة والصیاغة فی ھذا الباب ولا بد من قبض العوضین قبل الافتراق بالابدان فان افترقا قبل قبض العوضین او احدھما بحیث لا یراہ الاخر بطل(اور سونے کی بیع سونے کے بدلے تبھی جائز ہے جب وہ برابر سرابر ہو، اور اسی طرح چاندی کی بیع چاندی کے بدلے۔ اور اس باب میں عمدگی اور ڈھلائی کا اعتبار نہیں کیا جاتا، اور ضروری ہے کہ جسمانی طور پر ایک دوسرے سے الگ ہونے سے پہلے ان دونوں عوضوں پر قبضہ ہو جائے۔ پس اگر وہ دونوں یا ان دونوں میں سے کوئی ایک قبضہ کرنے سے پہلے اس طور پر الگ ہو جائے کہ دوسرے کی نظروں سے اوجھل ہو جائے تو بیع باطل ہو جائے گی۔)

سراج الدین،علی بن عثمان،الفتاویٰ السراجیة، الطبعة الخامسة(افریقیة:دار العلوم زکریا،2011ء)،ص403

وصح بیع الجنس بغیرہ یعنی الذھب بالفضة او بالعکس مجازفة وبفضل ان تقابضا فی المجلس ولو افترقا قبل القبض بطل لفوات الشرط(اور ایک جنس کو کسی دوسری جنس کے بدلے بیچنا جائز ہے یعنی سونے کو چاندی کے بدلے یا اس کے برعکس، اٹکل سے بھی اور اضافے کے ساتھ بھی، بس شرط یہ ہے کہ جانبین سے قبضہ اسی مجلس میں ہو۔ اور اگر قبضہ کرنے سے پہلے وہ دونوں الگ ہو گئے تو بیع باطل ہو گی، کیونکہ شرط فوت ہو گئی۔)

شيخي زاده،عبد الرحمن بن محمد،(المتوفى1078ھ)،مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر،(بیروت:دار الکتب العلمية،1998ء)، ج3،ص162

12 اعلم ان الاولی ان یباع المفضض بالذھب وکذا المزرکش بالفضة ولو بیع بالفضة یعنی الدراھم المضروبة او غیرھا من الفضة فالواجب ان ینظر الی مافی المبیع من الفضة فان کانت قدر الدراھم لا یجوز و ان کانت اقل من الدراھم التی ھی الثمن فیجوز و ان کانت اکثر فلا یجوز و ان کانت لا یمکن معرفة قدرھا فلا یجوز ایضا ھذا اذا کانت بیعت بالفضة فلو بیعت بالذھب لا یحتاج الی ھذا بل یجوز بالاقل والاکثر لکن لا بد من قبض العوض کما فی الاول ایضا لا بد من القبض فی صورة الجواز والمصوغ من الذھب او المزرکش منه ایضا بمنزلة المصوغ من الفضة او المزرکش منھا فی جمیع ما تقدم۔

(جان لو کہ چاندی سے آراستہ کوئی شئے سونے کے بدلے بیچنا زیادہ بہتر ہے، اور اسی طرح چاندی سے مزین کسی چیز کے بدلے۔ اور اگر چاندی یعنی ٹھپہ لگے ہوئے دراہم کے بدلے یا اس کے علاوہ چاندی کے بدلے بیچا جائے تو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ مبیع میں کتنی چاندی ہے، پس اگر دراہم کے بقدر چاندی ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر ان دراہم سے کم چاندی ہو جو ثمن میں موجود ہے تو بیع جائز ہے، اور اگر اس سے زیادہ ہو تو بیع جائز نہیں ہے۔ اور اگر اس کی مقدار معلوم کرنا ممکن ہو تو بھی بیع جائز نہیں ہے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ جب ان کو چاندی کے بدلے بیچا جائے، لیکن اگر سونے کے بدلے بیچے جائیں تو اس میں ان سب کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ کم اور زیادہ ہر دو صورتوں

میں جائز ہے لیکن اس میں عوض کو قبضہ کرنا ضروری ہے، جیسا کہ پہلی والی جوازی صورت میں بھی عوض پر قبضہ کرنا ضروری ہے۔ اور سونے کا ڈھلا ہوا یا اس سے آراستہ بھی چاندی سے ڈھلے ہوئے یا اس سے آراستہ کے حکم میں ہے ، تمام گذشتہ صورتوں میں۔) قدري أفندي، عبد القادر بن يوسف الحنفي، واقعات المفتيين (بيروت: دار الكتب العلمية، بدون تاریخ)، ج1، ص104

13 بيع السيف المحلى بالفضة بفضة خالصة وبيع المنطقة المفضضة بالدراهم او بالتبر لا يجوز الا ان يعلم ان الفضة الخالصة اكثر وكذا لوباع حليا من الذهب فيه جوهر لا يمكن اخراجه الا بضرر فباعه بذهب لا يجوز الا ان يكون الثمن اكثر مما فى الحلى من الذهب (خالص چاندی سے آراستہ تلوار کی بیع اور چاندی کا پانی چڑھائے ہوئے کمر بند کی بیع، دراہم کے بدلے یا ڈلی کے بدلے جائز نہیں ہے، الا یہ کہ خالص چاندی کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ یہ زیادہ ہے۔ اور اسی طرح اگر سونے کا کوئی زیور جس میں قیمتی پتھر ایسا پیوست ہو جس کو بغیر نقصان کے نکالنا ناممکن ہو، اس کو سونے کے بدلے بیچا تو جائز نہیں ہے، الا یہ کہ ثمن اس سونے سے زیادہ ہو جو زیور میں موجود ہے۔) قاضي خان، حسن بن منصور، فتاویقاضي خان، (بیروت: دار الكتب العلمية، 2009ء) ج2، ص140

ولواشترى ثوبا ونقرة فضة بثوب ونقرة فضة فالثوب بالثوب والفضة بالفضة فان كان فى احدى النقرتين فضل فهو مع الثوب بذلك الثوب (اور اگر ایک کپڑے اور چاندی کی ڈلی کو ایک کپڑے اور چاندی کی ڈلی کے بدلے میں بیچا تو کپڑا کپڑے کے مقابل ہو جائے گا اور چاندی چاندی کے مقابل، لیکن اگر ایک چاندی کی ڈلی میں زیادتی ہو تو اسے کپڑے کے ساتھ ملا کر دوسرے کپڑے کے مقابل کر دیا جائے گا۔) لجنة العلماء، الفتاوى الهندية، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي بَيْعِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، ج 3، ص 219

14 وَتَفْسِيرُ الِافْتِرَاقِ هُوَ أَنْ يَفْتَرِقَ الْعَاقِدَانِ بِأَبْدَانِهِمَا عَنْ مَجْلِسِهِمَا فَيَأْخُذَ هَذَا فِي جِهَةٍ وَهَذَا فِي جِهَةٍ أَوْ يَذْهَبَ أَحَدُهُمَا وَيَبْقَى الْآخَرُ حَتَّى لَوْ كَانَا فِي مَجْلِسِهِمَا لَمْ يَبْرَحَا عَنْهُ لَمْ يَكُونَا مُفْتَرِقَيْنِ وَإِنْ طَالَ مَجْلِسُهُمَا؛ لِانْعِدَامِ الِافْتِرَاقِ بِأَبْدَانِهِمَا وَكَذَا إذَا نَامَا فِي الْمَجْلِسِ أَوْ أُغْمِيَ عَلَيْهِمَا؛ لِمَا قُلْنَا وَكَذَا إذَا قَامَا عَنْ مَجْلِسِهِمَا فَذَهَبَا مَعًا فِي جِهَةٍ وَاحِدَةٍ وَطَرِيقٍ وَاحِدَةٍ وَمَشَيَا مِيلًا أَوْ أَكْثَرَ وَلَمْ يُفَارِقْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَلَيْسَا بِمُفْتَرِقَيْنِ؛ (اور جدا ہونے کی وضاحت یہ ہے کہ عقد کرنے والے دونوں اپنی مجلس سے جسمانی طور پر الگ ہو جائیں، اور یہ ایک طرف کو چلا جائے، اور وہ دوسری جانب کو روانہ ہو جائے۔ یا ان میں سے ایک چلا جائے اور دوسرا وہیں رہ جائے۔ اور جب تک وہ اس مجلس میں رہیں گے اور وہاں سے ٹلیں گے نہیں، تو وہ جدا جدا شمار نہیں ہوں گے چاہے ان کی محفل کافی لمبی ہو جائے۔ کیونکہ وہ جسمانی طور پر جدا نہیں ہوئے۔ اور یہی حکم ہے اگر وہ دونوں اسی مجلس میں سو جائیں یا ان پر غشی طاری ہو جائے، اس کی بھی وہی وجہ ہے جو ہم بتا چکے ہیں۔ اور یہی حکم ہے اگر وہ دونوں ایک ساتھ مجلس سے اٹھ گئے اور ایک ساتھ ایک جانب کو روانہ ہو گئے، اور ایک ہی راستے پر ایک میل یا اس سے بھی زیادہ چلے اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے تو وہ جدا جدا شمار نہیں ہوں گے۔)
الكاساني، علاء الدين، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، فَصْلٌ فِي شَرَائِطِ الصَّرْفِ، ج5، ص215

15 ایضا

16 لواستقرضا فاديا قبل افتراقهما او امسكا ما اشار اليه فى العقد واديا مثلهما جاز (اور اگر جدا ہونے سے پہلے ان دونوں نے قرض حاصل کر کے ادائیگی کی، یا عقد میں جس چیز کی جانب اشارہ کیا تھا اس کو اپنے پاس روک لیا اور ان کے مثل سے ادائیگی کی تو جائز ہے۔) الحصکفی، علاؤ الدین، الدر المختار، باب الصرف، ج5، ص259

17 باع سيفا حليته خمسون ويخلص بلا ضرر فباعه بمائة ونقد خمسين فما نقد فهو ثمن الفضة سواء سكت او قال خذ هذا من ثمنهما فان افترقا من غير قبض بطل فى الحلية فقط وصح فى السيف ان يخلص بلا ضرر وان لم يخلص الا بضرر بطل اصلا والاصل انه متى بيع نقد مع غيرهكمفضض ومزركش بنقد من جنسه شرط زيادة الثمن فلو مثله او اقل او جهل بطل ولو بغير جنسه شرط التقابض فقط (اگر تلوار بیچی جس میں زیور پچاس ہو، اور وہ بغیر کسی نقصان کے الگ ہو سکتا ہو، اس کو سو میں بیچا اور پچاس نقد لے لئے، تو جو نقد لئے ہیں وہ چاندی کا ثمن ہے، چاہے وہ خاموش رہا ہو یا یہ کہا ہو کہ یہ لو ان دونوں کا ثمن!۔ تو اگر قبضہ کئے بغیر وہ دونوں الگ ہو گئے تو صرف زیور میں بیع باطل ہو جائے گی اور تلوار میں بیع درست ہو گی بشرطیکہ بغیر کسی نقصان کے اس کو الگ کیا جا سکتا ہو۔ اور اگر بغیر کسی نقصان کے اس کو الگ نہ کیا سکے تو بیع بالکلیہ باطل ہو جائے گی۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ جب زیور کو اس کے غیر کے ساتھ ملا کر نقد بیچا جائے گا اپنی ہی جنس کی کسی چیز کے بدلے۔ تو اس میں ثمن کا زیادہ ہونا شرط ہے۔ پس اگر وہ اس کے برابر ہو یا اس سے کم ہو یا مجہول ہو تو بیع باطل ہو گی۔ اور اس کو کسی دوسری جنس کے بدلے بیچا جا رہا ہو تو محض جانبین سے قبضہ شرط ہو گا۔)

الحصكفي،علاء الدين،الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار،باب الصرف،ص447

18 لوباع الفلوس بالفلوس او بالدراهم او بالدنانير فنقد احدهما دون الاخرجاز(اور اگر پیسوں کو پیسوں کے بدلے یا دراہم کے بدلے یا دنانیر کے بدلے بیچا، اور ان دونوں میں سے کسی ایک نے نقد ادائیگی کر دی تو جائز ہے۔)

ابن نجيم،زين الدين بن إبراهيم،البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج6،ص143

وان استقرض الفلوس من رجل ودفع اليه قبل الافتراق او بعده فهو جائز اذا كان قد قبض الدراهم فى المجلس وكذا لو افترقا بعد قبض الفلوس قبل قبض الدراهم (اور اگر کسی نے کسی آدمی سے پیسے قرض لئے اور پھر جدا ہونے سے پہلے یا جدا ہونے کے بعد اس کو واپس کر دیئے تو یہ جائز ہے جبکہ دراہم پر اس نے مجلس کے اندر ہی قبضہ کر لیا ہو۔ اور یہی حکم ہے اگر وہ دونوں جدا ہو جائیں پیسوں پر قبضہ کرنے کے بعد اور دراہم پر قبضہ کرنے سے پہلے۔)

لجنةالعلماء،الفتاوىالهندية،الْفَصْلُ الثَّالِثُ فِي بَيْعِ الْفُلُوسِ، ج3،ص224

19 واذا اعطى رجل رجلا درهما وقال اعطنى بنصفه كذا فلسا وبنصفه درهما صغيرا فهذا جائز فان تفرقا قبل قبض الدراهم الصغير والفلوس فالعقد قائم فى الفلوس منتقض فى حصة الدراهم(اور اگر کسی نے کسی آدمی کو درہم دیا اور کہا کہ اس کے نصف کے بدلے میں مجھے اتنے پیسے دے دو اور اس کے دوسرے نصف کے بدلے میں چھوٹا درہم دے دو تو یہ عقد جائز ہے۔ پس اگر وہ دونوں دراہم اور پیسوں پر قبضہ کرنے سے پہلے جدا ہو گئے تو عقد اب بھی پیسوں میں باقی ہے لیکن دراہم کے حصے میں عقد ٹوٹ چکا ہے۔)

لجنةالعلماء،الفتاوىالهندية،الْفَصْلُ الثَّالِثُ فِي بَيْعِ الْفُلُوسِ، ج3،ص225

20 وبطل ما ليس فى ملكه لا بطريق السلم فانه صحيح

(اور باطل ہے جو کچھ اس کی ملکیت میں نہیں ہے، لیکن بیع سلم میں باطل نہیں ہے، کیونکہ وہ صحیح ہے۔)

الحصكفى،علاؤ الدين،الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار،باب البيع الفاسد،ص414

21 وان باع الذهب بالفضة جاز التفاضل ووجب التقابض

(اور اگر سونے کو چاندی کے بدلے بیچا تو کمی بیشی جائز ہے لیکن ایک ساتھ قبضہ ضروری ہے۔)

المرغینانی، علی بن ابی بکر، الهداية في شرح بداية المبتدي، کتاب الصرف، ج 3، ص 81

22 لايصح شرط الخيار فيه ولا الاجل لان باحدهما لايبقى القبض مستحقا وبالثانى يفوت القبض المستحق الا اذا اسقط الخيار فى المجلس فيعود الى الجواز لارتفاعه قبل تقرره

(اور اس میں نہ خیار شرط جائز ہے اور نہ ادھار، کیونکہ ان میں پہلے کی صورت میں قبضہ ضروری نہیں رہتا جبکہ دوسرے کی صورت میں ضروری قبضہ فوت ہو جاتا ہے، الا یہ کہ وہ مجلس کے اندر ہی خیار کو ختم کر دے تو اب بیع جواز کی طرف لوٹ آئے گی، کیونکہ فساد پختہ ہونے سے پہلے ہی اٹھ گیا۔)

المرغيناني،علی بن ابی بکر،الهداية في شرح بداية المبتدي،كتاب الصرف،ج3،ص81

23 اما تفسيره فالسلم عقد يثبت به الملك في الثمن عاجلا وفى المثمن اجلا اما ركنه ان تقول لاخر اسلمت اليك عشرة دراهم فى كرحنطة او سلفت ويقول الاخر قبلت وينعقد السلم بلفظ البيع في رواية الحسن وهو الاصح(اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ سلم وہ عقد ہے کہ جس سے ثمن میں فی الفور ملکیت ثابت ہوتی ہے، اور مبیع میں تاخیر کے ساتھ۔ اور بیع سلم کا ارکان یہ ہیں کہ تم کسی کو کہو کہ میں نے تم کو دس دراہم ایک کر گندم میں بیع سلم کے معاملے میں دے دیئے، یا سلم کی جگہ سلف کا لفظ استعمال کرو، اور وہ جواب میں کہے کہ میں نے قبول کر لیا۔ اور امام حسن کی روایت کے مطابق بیع سلم لفظ بیع سے بھی منعقد ہوتی ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔)

لجنة العلماء،الفتاوى الهندية،الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي تَفْسِيرِ السَّلَمِ وَرُكْنِهِ وَشَرَائِطِهِ وَحُكْمِهِ،ج3،ص178

24 اما الشروط التى فى المسلم فيه فاحدها بيان جنس المسلم فيه حنطة او شعير والثانى بيان نوعه حنطة سقية او نجسية او جبلية او سهلية والثالث بيان الصفة حنطة جيد او ردية او وسط كذا فى النهاية اسلم فى گندم نيكو او قال نيك او قال سره يجوز هذا هو الصحيح(اور مسلم فیہ میں جن شرطوں کا ہونا ضروری ہے ان میں سے پہلی مسلم فیہ کی جنس کی وضاحت ہے، مثلاً گندم ہے یا جو ہے۔ اور دوسری اس کی نوع کی وضاحت ہے مثلاً سیر ابی یا خشکی زمین یا پہاڑی یا میدانی زمین کا گندم۔ اور تیسری شرط اس کی صفت کی وضاحت ہے مثلاً عمدہ یا ردی یا درمیانی قسم کا گندم اسی طرح النہایۃ میں ہے۔ گندم نیکو میں بیع السلم کی تو یہ جائز ہے یہی صحیح ہے۔)

لجنةالعلماء،الفتاوىالهندية،الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي تَفْسِيرِ السَّلَمِ وَرُكْنِهِ وَشَرَائِطِهِ وَحُكْمِهِ،ج3،ص179

25 (وَالرَّابِعُ) أَنْ يَكُونَ مَعْلُومَ الْقَدْرِ بِالْكَيْلِ أَوْ الْوَزْنِ أَوْ الْعَدَدِ أَوْ الذَّرْعِ، كَذَا فِي الْبَدَائِعِ وَيَنْبَغِي أَنْ يَعْلَمَ قَدْرَهُ بِمِقْدَارٍ يُؤْمَنُ فَقْدُهُ مِنْ أَيْدِي النَّاسِ وَلَوْ عَلِمَ قَدْرَهُ بِمِكْيَالٍ بِعَيْنِهِ كَقَوْلِهِ بِهَذَا الْإِنَاءِ بِعَيْنِهِ أَوْ بِهَذَا الزِّنْبِيلِ أَوْ بِوَزْنِ هَذَا الْحَجَرِ لَا يَجُوزُ إنْ كَانَ لَا يَعْلَمُ كَمْ يَسَعُ فِي الْإِنَاءِ وَلَا يَعْرِفُ وَزْنَ الْحَجَرِ، كَذَا فِي جَوَاهِرِ

الْأَخْلَاطِي (اور چوتھی شرط یہ ہے کہ مبیع کی مقدار کیل یا وزن یا شمار یا گز کے اعتبار سے خوب معلوم ہو، بدائع میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور مناسب یہ ہے کہ اس کی مقدار اتنی معلوم کرلے جس کے بارے میں یہ اندیشہ نہ ہو کہ یہ لوگوں کے ہاتھوں سے مفقود ہوجائے گی۔ اور اگر اس کی مقدار کسی معین ماپنے والی چیز سے معلوم کرلی، جیسے یہ کہے کہ اسی برتن کے ذریعے یا اس تھیلی کے ذریعے یا اس پتھر کے وزن کے برابر تو بیع جائز نہیں ہے، جبکہ وہ نہ جانتا ہو کہ اس برتن میں کتنی گنجائش ہے، اور اس پتھر کا وزن بھی معلوم نہ ہو، یہی جواہر الاخلاطی میں لکھا ہے۔)

لجنةالعلماء،الفتاوىالهندية،الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي تَفْسِيرِ السَّلَمِ وَرُكْنِهِ وَشَرَائِطِهِ وَحُكْمِهِ،ج3،ص179

26 أَمَّاالسِّتَّةُالَّتِيفِيرَأْسِالْمَالِ (فَأَحَدُهَا) بَيَانُالْجِنْسِأَنَّهُدَرَاهِمُأَوْدَنَانِيرُأَوْمِنَالْمَكِيلِحِنْطَةٌأَوْشَعِيرٌأَوْنَحْوُذَلِكَ (وَالثَّانِي) بَيَانُالنَّوْعِأَنَّهُدَرَاهِمُغِطْرِيفِيَّةٌأَوْعَدَالِيَّةٌأَوْدَنَانِيرُمَحْمُودِيَّةٌأَوْهَرَوِيَّةٌوَهَذَاإذَاكَانَفِيالْبَلَدِنُقُودٌمُخْتَلِفَةٌوَأَمَّاإذَاكَانَفِيالْبَلَدِنَقْدٌوَاحِدٌفَذِكْرُالْجِنْسِكَافٍ (وَالثَّالِثُ) بَيَانُالصِّفَةِأَنَّهُجَيِّدٌأَوْرَدِيءٌأَوْوَسَطٌكَذَافِيالنِّهَايَةِ (وَالرَّابِعُ) بَيَانُقَدْرِرَأْسِالْمَالِ--- (وَالْخَامِسُ) كَوْنُ الدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيرِ مُنْتَقَدَةً وَهُوَ شَرْطُ الْجَوَازِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى

(اور وہ چھ شرائط جو راس المال میں ہوں، ان میں سے پہلی یہ ہے کہ جنس کا بیان ہو کہ وہ دراہم ہیں یا دنانیر یا کیلی اشیاء میں سے گندم یا جو ہے یا اسی طرح کی دوسری اشیاء۔ اور دوسری شرط یہ ہے کہ نوع کا بیان ہو کہ وہ دراہم غطریفی ہیں یا عدالی ہیں یا محمودی دینار ہیں یا ھروی دینار۔ اور یہ سب تب ہے جب شہر میں مختلف سکے رائج ہوں، لیکن اگر شہر میں ایک ہی قسم کا سکہ رائج ہو تو صرف جنس کو بیان کردینا کافی ہے۔ اور تیسری شرط یہ ہے کہ اس کی صفت کا بیان ہو کہ وہ عمدہ ہیں یا ردی ہیں یا درمیانی ہیں، نہایہ میں اسی طرح ہے۔ اور چوتھی شرط یہ ہے کہ راس المال کی مقدار کا بیان ہو۔۔۔۔ اور پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ دراہم اور دنانیر پرکھے ہوئے ہوں، امام ابو حنیفہ کے نزدیک بیع جائز ہونے کے لئے یہ شرط ہے۔)

لجنةالعلماء،الفتاوىالهندية،الفصل الاول فی تفسير السلم،ج3،ص178

27 (وَالسَّادِسُ)

أَنْيَكُونَمَقْبُوضًافِيمَجْلِسِالسَّلَمِسَوَاءٌكَانَرَأْسُالْمَالِدَيْنًاأَوْعَيْنًاعِنْدَعَامَّةِالْعُلَمَاءِاسْتِحْسَانًاوَسَوَاءٌقَبَضَفِيأَوَّلِالْمَجْلِسِأَوْفِيآخِرِهِلِأَنَّسَاعَاتِالْمَجْلِسِلَهَاحُكْمُسَاعَةٍوَاحِدَةٍوَكَذَالَوْلَمْيَقْبِضْحَتَّىقَامَايَمْشِيَانِفَقَبَضَقَبْلَأَنْيَفْتَرِقَابِأَبْدَانِهِمَاجَازَكَذَافِيالْبَدَائِعِفِيالنَّوَادِرِلَوْتَعَاقَدَاعَقْدَالسَّلَمِوَمَشَيَامِيلًاأَوْأَكْثَرَوَلَمْيَغِبْأَحَدُهُمَاعَنْصَاحِبِهِثُمَّقَبَضَرَأْسَالْمَالِفَافْتَرَقَاجَازَكَذَافِيالذَّخِيرَةِوَلَوْنَامَاأَوْنَامَأَحَدُهُمَاإنْكَانَاجَالِسَيْنِلَمْيَكُنْذَلِكَفُرْقَةًلِتَعَذُّرِالِاحْتِرَازِعَنْهُوَإِنْكَانَامُضْطَجِعَيْنِفَهُوَفُرْقَةٌكَذَافِيفَتَاوَىقَاضِيخَانْوَفِيالنَّوَازِلِرَجُلٌأَسْلَمَعَشَرَةَدَرَاهِمَفِيعَشَرَةِأَقْفِزَةٍحِنْطَةٍوَلَمْتَكُنْالدَّرَاهِمُعِنْدَهُفَدَخَلَبَيْتَهُلِيُخْرِجَالدَّرَاهِمَإِنْدَخَلَحَيْثُيَرَاهُالْمُسْلَمُإلَيْهِلَايَبْطُلُالسَّلَمُوَإِنْتَوَارَىعَنْهُبَطَلَ (

اور چھٹی شرط یہ ہے کہ مجلس سلم کے اندر ہی اس پر قبضہ کرلیا جائے، چاہے راس المال دین ہو یا عین ہو اکثر علماء کے نزدیک استحسانا۔ اور چاہے اس مجلس کے آغاز میں یا آخر میں قبضہ کیا ہو، کیونکہ مجلس کے تمام لحات ایک یہ لمحے کے حکم میں ہیں۔ اور اسی طرح اگر قبضہ نہیں کیا یہاں تک کہ وہ دونوں ایک ساتھ کھڑے ہو کر روانہ ہوگئے پھر جسمانی طور پر جدا ہونے سے پہلے قبضہ کیا تو بیع جائز ہے بدائع میں یہی ہے۔ نوادر میں لکھا ہے کہ اگر ان دونوں نے وقد سلم کیا اور دونوں ایک ساتھ ایک میل یا

زیادہ چلے اور ایک دوسرے سے اوجھل نہیں ہوئے، پھر راس المال پر قبضہ کر کے الگ ہو گئے تو بیع جائز ہے ذخیرہ میں یہی لکھا ہے۔ اور اگر وہ دونوں سو گئے یا ان میں سے کوئی ایک سو گیا، تو اگر وہ بیٹھے ہوئے تھے تو یہ جدائی شمار نہیں ہو گی کیونکہ اس سے بچنا مشکل ہے۔ اور اگر لیٹے ہوئے تھے تو یہ جدائی شمار ہو گی فتاوی قاضی خان میں یہی لکھا ہے۔ اور نوازل میں لکھا ہے کہ ایک آدمی نے دس قفیز گندم میں دس دراہم پر بیع سلم کی حالانکہ دراہم اس کے پاس موجود نہ تھے، پھر دراہم لانے کے لئے اپنے گھر میں اس طرح داخل ہوا کہ وہ آدمی اس کو دیکھ سکتا تھا جس کو دراہم سپرد کرنے ہیں تو بیع سلم باطل نہیں ہو گی، البتہ اگر وہ اس سے اوجھل ہو گیا تو بیع سلم باطل ہو جائے گی۔)

لجنةالعلماء،الفتاوىالهندية،الفصل الاول فى تفسير السلم،ج3،ص179

28 الشرطالخامس: أنيكونالمسلمفيهمؤجلاًبأجلمعلومحتىإنسلمالحالالايجوزوهذامذهبنا،

(اور پانچویں شرط یہ ہے کہ مسلم فیہ کی ادھار کی مدت معلوم ہو یہاں تک کہ اگر بیع سلم نقد کرے گا تو جائز نہیں، یہ ہمارا مسلک ہے۔)

برهانالدين،ابنمازة،المحيطالبرهاني،(الرياض:دار إحياء التراث العربي،بدون تاريخ)، ج7،ص158

29 الشرطالتاسع: بيانمكانالإيفاءإذاكانالمسلمفيهشيئاًلهحملومؤنةكالحنطةوغيرذلك(نویں شرط یہ ہے کہ ادائیگی کی جگہ کو بیان کر دے، جبکہ مسلم فیہ کوئی ایسی چیز ہو جس کو کسی سواری کے ذریعے اٹھایا جاتا ہو اور اس پر خرچ آتا ہو، جیسے کہ گندم وغیرہ۔) برھانالدین، ابنمازۃ، المحیطالبرھانی، الفصل الثانی والعشرون فی السلم، ج7، ص163

(ومَالَاحَمْلَلَهُكَمِسْكٍوكَافُورٍوصِغَارِلُؤْلُؤٍلَايُشْتَرَطُفِيهِبَيَانُمَكَانِالْإِيفَاءِ) اتِّفَاقًا (وَيُوفِيهِحَيْثُشَاءَ) فِيالْأَصَحِّ(اور جس کو کسی سواری کے ذریعے اٹھایا نہ جاتا ہو جیسے کہ مشک، کافور اور چھوٹے چھوٹے موتی، کہ ان میں ادائیگی کی جگہ کو بیان کرنا شرط نہیں ہے، بالاتفاق۔ اور اس کو جہاں چاہے ادا کر دے، صحیح تر قول کے مطابق۔)

الحصكفى،علاؤ الدين،الدرالمختار،باب السلم،ج5،ص216

30 ويجوزالسلمفيالثيابإذابينطولاوعرضاورقعة (اور بیع سلم جائز ہے کپڑوں میں، بشرطیکہ اس کی لمبائی، چوڑائی اور اونچائی بیان کر دے۔)

المرغيناني،علي بن أبي بكر،الهدايةفيشرحبدايةالمبتدي،باب السلم،ج3،ص76

ولابأسبالسلمفياللبنوالآجرإذاسمىملبنامعلوماوكلماأمكنضبطصفتهومعرفةمقدارهجازالسلمفيه (اور کچی اور پکی اینٹوں میں بیع سلم جائز ہے، بشرطیکہ اینٹ کا سانچا معلوم ہو۔ اور ہر وہ شئے جس کا وصف اور مقدار معلوم کرنا ممکن ہو اس میں بیع سلم جائز ہے۔)

المرغيناني،برهان الدين،علي بن أبي بكر،متن بداية المبتدي(القاهرة:مكتبة ومطبعة محمد علي صبح،بدون تاريخ)، ج1، ص142

31 (وَ) لَا فِي (حَطَبٍ)بِالْحُزَمِورَطْبَةٍبِالْجُرَزِإلَّاإذَاضُبِطَبِمَالَايُؤَدِّيإلَىنِزَاعٍوجَازَوَزْنًا(اور نہ لکڑیوں کے گٹھڑ میں، اور سبزیوں کی گڈی میں، الا یہ کہ اس طور پر معلوم کیا جائے جس سے جھگڑا کھڑا نہ ہو۔ اور جائز ہے وزن کے اعتبار سے۔)

الحصكفى،الدرالمختار،باب السلم،ج5،ص212

32 (السَّادسُ)
أَنْيَكُونَالْمسلَّمفيهموجودًامنحينالْعقْدإلَىحينالْمحلّحتَّىلَوْكانمُنْقطعًاعنْدالْعقْدموجودًاعنْدالْمحلّأَوعلىالْعكْسأَومُنْقطعًافيمابيْنذَلكوهوموجودٌعنْدالْعقْدوالْمحلُّلايجُوزُ (اور چھٹی شرط یہ ہے کہ مسلم فیہ عقد کے وقت سے لے کر مدت کے آنے تک موجود ہو، یہاں تک کہ اگر وہ عقد کے وقت موجود نہیں تھا اور مقررہ وقت آنے کے وقت موجود تھا، یا اس کے برعکس تھا، یا ان دونوں وقتوں کے درمیان غائب ہوا تھا اور عقد اور مدت کے وقت موجود تھا تو بیع جائز نہیں ہے۔)
الفتاوىالهندية، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي تَفْسِيرِ السَّلَمِ ورُكْنه وشَرائطه وحُكْمه، ج3،ص180

33 (و) لَا (بمكْيالوذراعمجْهول) قيْدفيهماوجوَّزهالثَّانيفيالْماءقرْباللتَّعامُلفتْح (وبرِّقرية) بعيْنها (وثمرنخْلةمعيَّنةإلَّاإذاكانتالنِّسْبةلثَّمرة) أَونخْلةأَوقرية (لبيانالصِّفة) لَالتعْيينالْخارجكقمْحمرجيأَوبلدييدّيارنا فالْمانعوالْمقْتضى الْعرفُ فَتْحٌ (و) لَا (فِي حنْطَة حديثة قبْل حدُوثها) (اور نہ ماپنے اور ناپنے کے مجہول آلے سے۔ یہ جہالت والی قید دونوں میں ہے، اور دوسرے نے اس کو پانی میں جائز قرار دیا ہے کیونکہ یہ تعامل کے نزدیک ہے۔ اور کسی معین علاقے کے گندم میں، اور کسی معین درخت کے پھل میں، الا یہ کہ وہ نسبت پھل کی ہو یا درخت یا علاقے کی۔ صفت کی وضاحت کے لئے نہ پیداوار کی تعیین کے لئے، جیسا کہ مرجی گندم یا شہری گندم ہمارے علاقوں میں۔ پس روکنے اور تقاضا کرنے والی چیز عرف ہے۔ اور نہ ہی نئے پیدا ہونے گندم میں پیدا ہونے سے پہلے۔)
الحصكفى،الدرالمختار،باب السلم،ج5،ص213

34 ولَايجُوزُالاسْتبْدَالُبالْمُسْلَمفيه (اور مسلم فیہ کے بدلے کوئی اور چیز دینا جائز نہیں ہے۔)
الفتاوىالهندية، الْفَصْلُ الثَّالثُ فيمَا يتَعلَّقُ بقَبْض رَأْس الْمَال والْمُسلَّم فيه، ج3،ص186
ولايصحالسلمحتىيقبضرأسالمالقبلأنيفارقهولايجوزالتصرففيرأسالمالولافيالمسلمفيهقبلقبضهولاتجوزالشركةولاالتوليةفيالمسلم فيهقبلقبضه
(اور بیع سلم درست نہیں ہے جب تک کہ جدا ہونے سے پہلے راس المال پر قبضہ نہ کرلے، اور قبضہ کرنے سے پہلے راس المال اور مسلم فیہ میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے، اور قبضہ کرنے سے پہلے مسلم فیہ میں عقد شرکت اور تولیہ بھی جائز نہیں ہے۔)
القدوري،أحمد بن محمد،مختصرالقدوري،باب السلم،ج1،ص88

فہرستِ مصادر ومراجع (Bibliography)

القرآن الكريم
ابن الملقن، عمر بن علي، البدر المنير، الطبعة الاولى (الرياض: دار الهجرة، 2004ء)
ابن عابدين، محمد أمين بن عمر، رد المحتار على الدر المختار، الطبعة الثانية (بيروت: دار الفكر، 1992ء)
ابن نجيم، زين الدين بن إبراهيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، الطبعة الثانية (بيروت: دار الفكر، بدون تاريخ)
أبو داود سليمان بن الأشعث، سنن أبى داود، (بيروت: دار الكتاب العربي، بدون تاريخ)

أبو يعلى،أحمد بن علي،مسند أبي يعلى، تحقيق:حسين سليم أسد،الطبعة الأولى(دمشق:دار المأمون،1984ء)
أحمد بن محمد بن حنبل،مسند أحمد،الطبعة الثانية،(الرياض:مؤسسة الرسالة،1999ء)
أفندي،خواجه أمين،علي حيدر،درر الحكام في شرح مجلة الأحكام،الطبعة الأولى(مصر:دار الجيل ،1991ء)
الألباني،محمد ناصر الدين، ضعيف الجامع الصغير وزيادته،الطبعة الثانية(بيروت:المكتب الإسلامي،1408ھ)
البابرتي،محمد بن محمد بن محمود،العناية شرح الهداية، الطبعة الأولى(لبنان:دار الفكر،1389ھ)
بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاري،(بیروت: دار احیاء الکتب العربي، بدون تاریخ)
برهان الدين،ابن مازة،المحيط البرهاني،(الرياض:دار إحياء التراث العربي،بدون تاريخ)
البستي،محمد بن حبان،صحيح ابن حبان، الطبعة الثانية(بيروت:مؤسسة الرسالة،1993ء)
البغوي،الحسین بن مسعود، شرح السنة(بیروت: المکتب الإسلامي،1983ء)
البوصيري،أحمد بن أبي بكر ،إتحاف الخيرة المهرة،(بيروت:دار العلم،بدون تاريخ)
البيهقي،أحمد بن الحسين،شعب الإيمان،الطبعة الأولى،(بيروت: دار الكتب العلمية،1410ھ)
البيهقي،أحمد بن الحسين،السنن الصغرى،(الرياض:مكتبة الرشد،2001ء)
البیهقي، أحمد بن الحسین، السنن الکبری، الطبعة الأولی(حیدر آباد: مجلس دائرۃ المعارف النظامیة،1344ھ)
الترمذي، أبو عیسی، محمد بن عیسی، سنن الترمذي،(بیروت: دار إحیاء التراث العربي، بدون تاریخ)
الحاكم النيسابوري،محمد بن عبد الله المستدرك على الصحيحين(بيروت:دار الكتب العلمية،2002ء)
الحدادي،أبو بكر بن علي(المتوفى:800ھ)،الجوهرة النيرة،الطبعة الاولیٰ(بيروت:دار العلم،1997ء)
الحصفكي، محمد علاء الدين بن علي، الدرالمختار شرح تنويرالأبصار،(بيروت:دار الفكر،1386ھ)
الحنبلي، ابن رجب، (المتوفى 795 ھ)،جامع العلوم والحكم،(الرياض:مؤسسة الرسالة،بدون تاريخ)
الذهبي،محمد بن عثمان،الكبائر،(بيروت:دار الندوة الجديدة،بدون تاريخ)
الزركشي،بدر الدين،محمد بن عبد الله،اللآلئ المنثورة في الأحاديث المشهورة،(بيروت:دار الكتب العلمية،1986ء)
الزيلعي،عبد الله بن يوسف،نصب الراية لأحاديث الهداية،الطبعة الأولى (بيروت مؤسسة الريان،1997ء)
الزيلعي،عثمان بن علي،تبيين الحقائق وحاشية الشلبي،الطبعة الأولى ،(القاهرة: المطبعة الكبرى الأميرية،1313ھ)
سراج الدين محمد ابن عبد الرشيد،السراجي فی الميراث،الطبعة الجديدة(كراچی:مکتبة البشریٰ،2011ء)
سراج الدين،علی بن عثمان،الفتاویٰ السراجية، الطبعة الخامسة(افريقية:دار العلوم زکریا،2011ء)
السرخسي،شمس الأئمة،محمد بن أحمد،(المتوفى:483ھ) المبسوط،(بيروت:دار المعرفة،1414ھ)

السيواسي،كمال الدين، محمد بن عبد الواحد(سنة الوفاة 681ھ)،فتح القدير،(بيروت:دار الفكر بدون تاريخ)
السُيوطي،جلال الدين،اللآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة(بيروت:دار الكتب العليمة،بدون تاريخ)
السيوطي،جلال الدين،جامع الأحاديث،(بيروت:دار الكتب،بدون تاريخ)
الشيباني،محمد بن الحسن،(189ھ)،الجامع الصغير وشرحه النافع الكبير،(بيروت:عالم الكتب،1406ھ)
شيخي زاده،عبد الرحمن بن محمد،مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر،(بيروت:دار الكتب العلمية، 1998ء)
الطبراني،سليمان بن أحمد،المعجم الصغير،الطبعة الأولى(بيروت:دار عمار،1985ء)
الطبراني،سليمان بن أحمد،المعجم الأوسط،(القاهرة:دار الحرمين،1415ھ)
العسقلاني،ابن حجر،أحمد بن علي، الدراية في تخريج أحاديث الهداية،(بيروت:دار المعرفة،بدون تاريخ)
العسقلاني،ابن حجر،المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية،الطبعة الأولى(السعودية:دار الغيث،1419ھ)
قاضي خان،حسن بن منصور، فتاوى قاضي خان،(بيروت:دار الكتب العلمية،2009ء)
قدري أفندي،عبد القادر بن يوسف الحنفي،واقعات المفتين(بيروت:دار الكتب العلمية،بدون تاريخ)
القدوري،أحمد بن محمد،مختصر القدوري،الطبعة الأولى،(بيروت:دار الكتب العلمية،1997ء)
القزويني، أبوعبد الله، محمد بن يزيد،سنن ابن ماجه،(***بيروت:دار الفكر،بدون تاريخ***)
الكاساني،أبوبكر بن مسعود بن أحمد،بدائع الصنائع،الطبعة الثانية(بيروت:دارالكتب العلمية، 1986ء)
الكناني،أحمد بن أبي بكر،مصباح الزجاجة(بيروت:دار العربية،1403ھ)
لجنة علماء برئاسة نظام الدين البلخي،الفتاوى الهندية،الطبعة الثانية(بيروت:دار الفكر،1310ھ).
لجنة من علماء وفقهاء،مجلة الأحكام العدلية،،(كراتشي: نور محمد،كارخانه تجارت كتب،بدون تاريخ)
المرغيناني،برهان الدين،علي بن أبي بكر،متن بداية المبتدي(القاهرة:مكتبة ومطبعة محمد علي صبح،بدون تاريخ)
المرغيناني،علي بن أبي بكر،الهداية في شرح بداية المبتدي(بيروت:دار احياء التراث العربى، بدون تاريخ)
مسلم بن حجاج،صحيح مسلم،الطبعة الاولىٰ(الرياض:دار طيبة،2003ء)
الميداني،عبد الغني،اللباب في شرح الكتاب،(الرياض:دار الكتاب العربي،سن ندارد)
النسفي،أبو البركات،عبد الله بن أحمد،تفسير النسفى،(بيروت:دار النفائس،2005ء)
النسفي،أبو البركات،عبد الله بن أحمد،كنز الدقائق،الطبعة الأولى(مصر:دار البشائر الإسلامية،2011ء)
الهيثمي،علي بن أبي بكر،مجمع الزوائد ومنبع الفوائد(بيروت:دار الفكر،1412ھ)